مکتوبات ڈاکٹر نذیر احمد بنام نجم الاسلام

(۶)

بسم تعالیٰ

۱۹ فروری ۱۹۹۰ء

محبی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب ، سلام مسنون ، حسب خواہش دونوں مخطوطات کے عکس روانہ ہیں ، خدا کرے وقت پر آپ کو مل جائیں ، پروفیسر مختارالدین احمد صاحب کی فرمایش پر یہ کام ہوا ہے ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں سلام عرض کریں ،

آپ کا مجلہ "تحقیق" ملا ، پہلے کا شمارہ بھی مل گیا تھا ، ماشاء اللہ پرچہ بہت خوب ہے ، خدا آپ کو علمی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

ہاں ! میں نے دیوانِ مہندس کا انتقادی متن تیار کیا ہے ، مقدمے میں اس کے خاندان کے افراد کے کارناموں پر تفصیل سے بحث کی ہے ، لیکن اس کی مثنوی بطرز کریما میرے علم میں نہیں ، براہ کرم اس کی تفصیل مرحمت فرمائیں۔ تاکہ اسے بھی مقدمے میں شامل کرلوں۔

"تحقیق" کے آیندہ پرچے کے لیے جو محترم غلام مصطفیٰ خاں کے اعزاز میں نکل رہا ہے ، ایک چھوٹا سا مقالہ بعنوان : "نزھۃ المجالس" لکھ رہا ہوں ، اگر آپ فرمائیں تو آپ کے پاس بھیج دوں ،

آپ کے پرچے کو پڑھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔

نذیر احمد

(۷)

بسمہ تعالیٰ

۳ مئی ۱۹۹۰ء

محبی سلام مسنون

حسب وعدہ مضمون بھیج رہا ہوں ، آپ اس کا جس طرح چاہیں استعمال کریں ، پروفیسر غلام مصطفیٰ صاحب سے جو عقیدت ہے ، اس کی بنا پر چاہتا تھا کہ کوئی مقالہ ان کے نام کی

کتاب میں شامل ہو ، اگر آپ کو کسی اور مقالے کی ضرورت ہوگی تو اسے بھی حاضر کر دوں گا ،

میں دیوان مہندس طباعت کے لیے تیار کر چکا ہوں ، مقدمے میں اس کے خاندان کے مختلف افراد کے علمی کارناموں کا اجمالی بیان ہے ، براہ کرم مہندس کے تعلق سے آپ کے پاس جتنی چیزیں ہوں وہ مجھے عنایت کر دیں ، آپ کی اس عنایت کا باقاعدہ شکریہ ادا کروں گا۔

خدا آپ سب کو اپنی امان میں رکھے۔ (آمین) پروفیسر غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں میرا سلام کہیں ،

اگر آپ پسند کریں تو " غالب نامے " ہم آپ کے مجلے کے تبادلے کے طور پر آپ کو روانہ کر دیں۔

مخلص

نذیر احمد

(۸)

باسمہ تعالیٰ

۱۳ جون ۱۹۹۰ء

محبی پروفیسر نجم الاسلام صاحب ، سلام مسنون ،

آپ کے بھیجے ہوئے مسودات ملے ، آپ کا مقالہ نہایت دلچسپ ہے ، اس سے مجھے بڑا فایدہ حاصل ہوا ، کتنی نئی معلومات کا اس سے پتا چلا ، سیرت پر منظوم رسالے کی بھی ضرورت ہے ، اس کو بھجوانے کا کرم کریں ، دیوانِ مہندس کا انتقادی متن تیار کر چکا ہوں ، یہ متن مطبوعہ نسخے کے علاوہ نسخۂ کراچی ، نسخۂ حیدرآباد دکن اور نسخۂ خیرپور پر مبنی ہے ، کچھ اشعار باغستان میں بھی موجود ہیں۔ ان دستاویزات سے معلوم ہوا کہ محمود بنگلوری کا نسخہ خود مہندس کی کتابت کا نہ تھا ، مطبوعہ نسخہ اغلاط سے پر ہے ، مہندس کے "ترجمۂ صورِ صوفی" کا خط جداگانہ ہے ، علاوہ بریں اس کے خط میں قرآن کا جو نسخہ ہے اس سے بھی بنگلوری کے نسخے کی تحریر میل نہیں کھاتی ، دیوان مہندس کے مختلف نسخوں کے دیکھنے کے بعد ڈاکٹر عبداللہ چغتائی مرحوم کے وسوسے کی بنیاد باقی نہیں رہ جاتی۔ ویسے خود عمر یافعی کے نسخے میں جہاں استاد احمد کے معمارِ تاج و قلعۂ سرخ ہونے کا ذکر تھا چند شعر لکھے جانے سے رہ گئے ہیں ، اس میں اس مقام پر اشعار Abrupt ہیں : مثلاً

این دو عمارت کہ بیان کردہ ام ‏ ‏ ‏ در صفتش خامہ روان کردہ ام

یک ہنر از گنجِ ہنر ہای اوست　　　یک گہر از کانِ گہر ہای اوست ...

دراصل لکھے جانے سے نہیں رہ گئے ، بلکہ یہاں نسخے سے ایک ورق نکل گیا ، جس میں دیوان کی آخری غزل : ما مست خرابیم نہ بنگی نہ شرابی الخ (شامل ۵ بیت) اور مثنوی کے ابتدائی ۱۱ بیت شامل تھے ۔ بہت معمولی صلاحیت کا آدمی نسخے کے نقص کا اندازہ لگا سکتا تھا ، پھر باقی ماندہ اشعار بھی اسی پر دلالت کرتے تھے کہ یہ دونوں عمارتیں استاد احمد کے فن کی یادگار ہیں ، مجھے یقین ہے کہ یہاں پر مرحوم چغتائی نے بڑی زیادتی کی ہے ، جب خود ان کے نسخے میں دو عمارتوں کا ذکر ہو ، اور دوسرے نسخے کے پہلے کے اشعار میں دونوں عمارتوں کا نام صراحتہً موجود ہو تو استاد احمد کو معمارِ تاج قرار نہ دینا عجیب و غریب قسم کی منطق ہے ۔

امید ہے میرا مقالہ نزھۃ المجالس پر مل گیا ہوگا ، رجسٹری سے بھیجا گیا ہے ، اگر نہ ملا ہوگا تو ان شاء اللہ بعد میں مل جائے گا ۔ ہم لوگ بفضلہٖ اچھے ہیں اور آپ حضرات کی سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں ، خدا آپ سب کو ہر طرح کی بلا سے محفوظ رکھے ۔ (آمین) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں سلام کہیں ، پروفیسر مختارالدین صاحب مع اہلیہ سفرِ حج پر گئے ہیں ۔

نذیر احمد

(۹)

بسمہ تعالیٰ

۱۷ ستمبر ۱۹۹۰ء

محبی پروفیسر نجم الاسلام صاحب ، سلام مسنون ۔

آپ کا والا نامہ مورخہ ۱۸ اگست تاخیر سے ملا تھا ، جہانی والا مقالہ گم ہوگیا ، یہ ایک لحاظ سے اچھا ہوا ، آپ کے خط آنے کے بعد سے میں نے مقالے پر نظرثانی کرنی شروع کی اور بحمداللہ وہ تیار ہوگیا ، اور وہ ترمیم شدہ مسودہ آپ کے پاس بھیج رہا ہوں ، خدا کرے مل جائے ۔

آپ نے تاج محل کے معمار استاد احمد کے سلسلے میں ڈاکٹر چغتائی کے دعوے کا ذکر کیا ہے کہ بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں قابلِ قبول نہ ہونا چاہیے خاص طور پر جب کوئی دوسری شہادت موجود نہ ہو ، دوسری شہادت کی عدم موجودگی سے بیٹے کی شہادت قابل رد نہیں ہوسکتی بلکہ اس کے برخلاف اس سے زیادہ محکم شہادت کی بنا پر رد ہوسکتی ہے ۔ دراصل یہاں ایک اہم نکتے کی طرف اشارہ ضروری ہے اور وہ عدالتی شہادت اور تاریخی تحقیق کی شہادت کی تفریق کا

معاملہ ہے۔ دراصل جج اپنے سامنے کے ایک واقعے کی تحقیق کرتا ہے ، اس کے سامنے عینی شاہد بھی پیش ہوتے ہیں ، دوسری قسم کی اور شہادتیں بھی لائی جاتی ہیں ، حکومت کا سارا عملہ واقعے کی اصلیت کے معلوم کرنے میں جج کی مدد کرتا ہے ، اتنے امور کے پیشِ نظر جج کو حق حاصل ہے کہ وہ مشتبہ شاہد کو رد کر دے لیکن جہاں سینکڑوں سال پرانے واقعے کی تحقیق مقصود ہو ، اس کے ہزاروں مآخذ میں سے ایک بھی موجود نہ ہو ، چشم دید گواہی کا ذکر ہی کیا ہے ، ہم عصر شہادت ہی مل جائے تو بہت غنیمت ہے ، ہم عصر شہادت جو تحقیق میں اتنی اہم ہوتی ہے وہ کسی آدمی کے بیان پر مبنی ہے ، اور آدمی جو ہر آن نئی بات کہہ سکتا ہو ، تو کیا محض اس بنیاد پر کہ امکان ہے کہ اس معاملے میں آدمی جھوٹ بولا ہو ، ہم عصر شہادت رد کی جاسکتی ہے ، میرے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہے ، میرے خیال میں چغتائی صاحب کا معاملہ ایسا تھا کہ وہ محض مقدمہ جیتنا چاہتے تھے۔ ورنہ وہ ہرگز یہ بیان نہ دیتے "بدقسمتی سے اس دوسرے نسخے میں : کرد بحکمِ شہِ کشور کشا۔ روضۂ ممتاز محل را بنا ، مع چند دیگر اشعار کے اس نظم میں موجود نہیں جن سے احمد کو معمارِ تاج شمار کیا گیا ہے"۔ اس "دوسرے نسخے" میں نظم ان اشعار سے شروع ہوتی ہے :

این دو عمارت کہ بیان کردہ ام — در صفتش خامہ روان کردہ ام
یک ہنر از گنجِ ہنر ہای اوست — یک گہر از کانِ گہر ہای اوست

ان اشعار سے معمولی صلاحیت کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اس سے پہلے کے اشعار میں جو "دوسرے نسخے" میں نقل ہونے سے رہ گئے ہیں ، اور جن میں دو عمارتوں کا نام درج ہوگا ، شاہجہان کے عہد کی دو مشہور عمارتوں کا ذکر ہوگا۔ اور یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ دو مشہور عمارتیں قلعۂ دہلی اور روضۂ تاج گنج کے سوا کوئی اور نہیں۔ مزید براں جب دوسرے نسخے کے مفقود اشعار کا سراغ "پہلے نسخے" سے مل سکتا ہو تو ان اشعار کی صداقت پر شک کرنا ہرگز درست نہیں۔ لیکن ہمارے محترم چغتائی صاحب اس نقص کو ایک قرینہ اس امر کا سمجھتے ہیں کہ تاج محل کا معمار استاد احمد نہ ہوگا۔ میری گزارش کا مدعا ہے کہ محترم چغتائی صاحب یہاں ایک وکیل نظر آتے ہیں جو بحث کے دوران میں صرف انھی امور پر زور دیتا ہے جو اس کے مؤکل کے حق میں مفید ہوں ، اور ان امور کو جو اس کے غیر موافق ہوتے ہیں دبانے کی کوشش کرتا ہے ، میرا گمان یہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مآخذ کی صحیح تنقیح نہیں کی۔

ڈاکٹر چغتائی صاحب عظیم محقق تھے ، ان کا میں بہت احترام کرتا ہوں ، اسلامی تاریخ و تہذیب کے سیکڑوں گوشوں کو انھوں نے روشن کیا ، مگر یہاں ان سے چوک ہوگئی جس کی وجہ سے وہ محقق کم وکیل زیادہ نظر آتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ تحقیق میں جو تاریخی شہادتیں پیش ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے

اصول و ضوابط متعین کیے جائیں تاکہ محققین کے لیے کارآمد ہو سکیں۔

آپ نے " فارسی شعراء" پر کچھ لکھنے کے لیے فرمایا ہے ، آپ سے کیا عرض کروں کہ فرصت بہت کم ملتی ہے ، دوسرے اور کاموں کی تکمیل میں لگا ہوں ، اگر کچھ وقت اور دیں تو شاید یہ کام کر سکوں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں میرا سلام عرض کریں اور التماس دعا کی درخواست کریں۔

مخلص

نذیر احمد

(۱۰)

باسمہ تعالیٰ

۴۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء

محبی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب ، سلام مسنون

امید ہے آپ کا مزاج اچھا ہوگا۔ غالب سیمنار میں شرکت کا دعوت نامہ مل چکا ہوگا ، لیکن اب تک آپ کی طرف سے منظوری کا خط نہیں ملا ، اچھا ہوتا کہ آپ جلد از جلد اپنی رضامندی کا خط اور اپنے مقالے کے عنوان یا اس کے اختصار سے ممنون کرتے۔ سیمنار ۲۰ - ۲۲ دسمبر کو ہے۔

محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کے ایک مرید سمیع صاحب دو تین بار میرے گھر پر تشریف لائے ، ان سے مل کر خوشی ہوئی۔ ان کے بدست یہ خط اور چچ نامے میں منقول فارسی اشعار کے بارے میں ایک مقالہ روانہ کر رہا ہوں ۔ آپ اس مضمون کو اپنے مجلے میں یا کسی اور مناسب مجلے میں اشاعت کے لیے بھیج دیں ، چچ نامے کا تعلق آپ ہی کے خطے سے ہے اس لیے اسی علاقے سے اس کی اشاعت زیادہ مناسب ہے۔

ہم لوگ بفضلہ اچھے ہیں ، اعجاز خسروی کے ترجمے کا کام جاری ہے لیکن " ہمراہانِ سست عناصر " سے پریشانی ہے ، خدا کرے یہ کام پورا ہو جائے اور میں رسوائی سے بچ سکوں۔

مخلص

نذیر احمد

(۱۱)

بسمہ تعالیٰ

۳ جنوری ۱۹۹۲ء

محبِ گرامی سیمنار میں آپ کا شدید انتظار تھا، بہرحال وقت پر آپ کا ٹیلیگرام آگیا، ملاقات نہ ہونے کا افسوس رہا۔ آپ سے بہت سی باتیں کرنا تھیں، آپ نہیں آئے تو میں آنے کی سبیل نکال رہا ہوں، ابھی تو فرصت نہیں لیکن فرصت نکالنے کی صورت زیر غور ہے، آپ آتے تو خوش ہوتے، یہاں کی کتابوں سے علم و ادب کی رفتار ترقی کا اندازہ ہوتا، انسٹی ٹیوٹ نے پانچ کتابوں کا اسی موقع پر اجراء کرایا تھا، چند کتابیں آپ کے لیے علی گڑھ سے بھی لایا تھا۔ ان شاء اللہ آیندہ سال آپ ضرور تشریف لائیں، پاکستان سے ڈاکٹر وحید قریشی، پروفیسر فرمان فتحپوری، جناب انور سدید، جناب وزیر آغا صاحب تشریف لائے تھے، آخرکار ان حضرات کو ویزا مل ہی گیا، آپ کو کیوں کر نہ ملا، مضمون کا پروف بھیج رہا ہوں، تاخیر کے لیے معذرت خواہ ہوں، جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کو میرا سلام پہنچایئے، ان کا وجود ہم سب کے لیے باعثِ فخر ہے۔

مخلص

نذیر احمد

(۱۲)

باسمہ تعالیٰ

۶۴۵ / سرسید نگر، علیگڑھ ۲۰۲۰۰۲

۲۴ مارچ ۱۹۹۲ء

محبِ گرامی، سلام مسنون، عرصے سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا، تحقیق کا شمارہ ملا، ماشاء اللہ بہت خوب ہے، بس طباعت اچھی ہو جائے پھر کیا کہنا، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ محترم کی طرف سے خط اور تحایف بھی آئے، مجھے شرمندگی ہے کہ وہ اتنی عنایت کریں اور میری طرف سے کچھ نہ ہو، وہ اللہ کے بڑے نیک بندے ہیں وہ میری کوتاہیوں کو درگذر کر دینگے، ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام عرض کریں اور میرے لیے التماس دعا کریں،

اس وقت ایک فوری ضرورت اور شدید تقاضے کے تحت یہ سطریں تحریر کر رہا ہوں، آپ کے علم میں ہوگا کہ میں نے فرہنگِ قوّاس (تالیف دور علاء الدین خلجی) کو بنگال کے ایک

ناقص الآخر نسخے کی بنیاد پر ترتیب دیا تھا جو ۱۹۷۴ء میں بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب تہران کی جانب سے شائع ہوا، نسخہ آخر سے ناقص ہے ۔ لیکن میرے قیاس کے مطابق اس کا نقص تھوڑا ہوگا ، اس لیے کہ کتاب کا آخری بخش پنجم ہے اور اس کا غالب حصہ موجود ہے ۔ فرہنگ قواس کے کسی اور نسخے کا مجھے علم نہیں ، البتہ کابل یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر جاوید نے مجھے اطلاع دی تھی کہ کابل کے میوزیم یا آرکایوز میں (انھوں نے ایک ہی نام لیا تھا) اسکا نسخہ ہے ۔ (مجھے اپنی یادداشت پر بھروسہ نہیں ، ممکن ہے ، انھوں نے " زفانِ گویا " کے بارے میں کہا ہو) ، ڈاکٹر شہریار نے فرہنگ نویسی ... میں بھوپال میں ایک نسخے کی اطلاع دی تھی ، مگر وہ غلط ہے ، میں نے وہ نسخہ دیکھا ، وہ بالکل دوسری فرہنگ ہے ، چنانچہ اس پر ایک مضمون غالب نامہ میں شائع کیا تھا - ابھی دنوں میں پاکستان میوزیم کراچی کے فارسی مخطوطات کی توضیحی فہرست مرتبہ عارف نوشاہی دیکھنے کو ملی ، اس میں ص ۳۳۹ پر فرہنگِ قواس کے ایک نسخے کا ذکر اس طرح ہے : فرہنگِ قواس از فخرالدین مبارکشاہ غزنوی .. در پنج بخش و ہر بخش در چند گونہ و بہرہ ، آغاز : سپاس و ستایش و نیاز نیایش مر پدید آرندہ گیتی ... در دو مجلد ، ص ۲ - ۳۵۸ ، ص ۴۰۶ - ۵۹۸ - (اسی تفصیل کے ذیل میں میری مرتبہ کتاب کا بھی حوالہ دیا ہے -)

میں نے اس نسخے کی مزید تفصیل کے لیے عارف نوشاہی صاحب کو اور چند دوسرے حضرات کو لکھا ، لیکن جواب سے محروم رہا- نوشاہی صاحب مجھ پر بڑا کرم کرتے ہیں ، آج کل تہران میں ہیں ، وہاں بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی- میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے کہ جو فرہنگِ قواس کراچی میں ہے وہ دو جلدوں میں ہے اور نہایت ضخیم ہے یعنی ۵۹۸ صفحات کو حاوی ہے جبکہ میری مرتبہ کتاب چھوٹی ہے اور ۲۲۷ صفحات پر مشتمل ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ نسخہ کسی دوسری کتاب کا ہو ، لیکن اس کے ابتدائی جملے جو نوشاہی صاحب نے درج کیے ہیں وہ میری مرتبہ کتاب میں موجود ہیں- آپ کے سامنے میری مرتبہ کتاب نہ ہوگی ، شاید اس کے حاصل کرنے میں دشواری ہو ، لیکن کہیں نہ کہیں سے دستیاب ہو سکتی ہے-بہرحال مجھے امید ہے کہ آپ زحمت کرکے اس گتھی کو سلجھائیں گے-کتاب کی کچھ تفصیل درج کیے دے رہا ہوں :

(دیباچہ ، سپاس و ستایش و نیاز و نیایش مر پدید آ ندۂ گیتی و سپہر و دارندۂ ماہ و مہر را بیرون از اندازہ و افزون از شمار ، و درود آفرین ستودہ و بر ین بر مہتر و بہتر پیام آوران و سرور پیغمبران) برگزین کردگار و بہین و مہین افریدگار بصد ہزاران ہزار با یاران و یاوران پی در پی و دم در دم - [اصل نسخے میں قوسین کی عبارت نہیں ہے اور اس کے منقول عنہ میں بھی نہ تھی ، میں نے دستور الافاضل سے حاصل کی]... فرہنگنامہ بر پنج بخش است ، ہر بخش برچند گونہ و ہرگونہ چند بہرہ بخش نخستین در نام چیزہا کہ بہری ازان سوی بالا رود ، بر پنج گونہ ، گونہ نخست در نام

خدای تعالی ، گونۂ دوم درنام چیزہای پراکندہ مانند فریشتہ و پیغامبران و کتابہا و دینہا گونۂ سوم درنامِ آسمان و ستارگان ، گونۂ چہارم در نامِ آتش و باد و آب و آبناک

گونۂ پنجم چیزہا کہ در آسمان و زمین پیدا می شود

بخش دوم ، در نامِ چیزہای بربستہ (جماد)

بخش سوم در نامِ چیزہای بررستہ (نبات)

بخش چہارم در نامِ جانورہا

بخش پنجم درنامِ چیزہا کہ از کار آدمی است ..

گونہ ۱: جایہا و خانہ ہا ، گونہ ۲: آوندہا ،

گونہ ۳: خوردنیہا، گونہ ۴: پوشیدنیہا، گونہ ۵: بیماریہا ،

گونہ ۶: سازہای جنگ ، گونہ ۷: کارگران ، گونہ ۸: تفاریق ہر شے ،

گونہ ۹: در مصادر ،

ہمارے نسخے میں گونہ ۹ بالکل محذوف ہے ، اور گونۂ ہشتم کا آخری اندراج کشخان : قرتبان ، خاقانی گفتہ است :

[وین طرفہ کہ موبدی گرفتہ است
بایک دو کشیش رنگِ کشخان]

"گفتہ است" پر نسخہ ختم ہو جاتا ہے ، اس کے بعد نصف صفحہ سفید چھوٹا ہوا ہے ، اس سے منقول عنہ کے نقص پر استدلال ہو سکتا ہے ، چھپے ہوئے نسخے (ص ۱۹۷) پر یہ آخری لفظ درج ہے ، اس کے بعد الفاظ ، اشخاص وغیرہ کی فہرستیں ہیں ، کتاب کے کل ۲۲۷ صفحات ہیں۔ بہرحال آپ نسخہ نکال کر دیکھیں کہ کیا واقعی کراچی کا نسخہ فرہنگ قواس ہی کا ہے یا کسی دوسری فرہنگ کا اور اگر قواس ہی کا ہے تو ضخامت کا اتنا فرق کیوں ، یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ فرہنگ قواس میں عربی کے الفاظ شامل نہیں۔

آپ کو بڑی زحمت تو ہوگی ، لیکن میں سخت الجھن میں ہوں ، آپ میری الجھن دور کریں یہ کتاب دوبارہ چھپنے جا رہی ہے ، میری خواہش ہے کہ جو مزید معلومات حاصل ہوتی ہیں انھیں بھی شامل کر دیں۔

مخلص

نذیر احمد

(۱۳)

باسمہ تعالیٰ

۶۴۵ / ۴ سرسید نگر ، علی گڑھ

۳۰ مارچ

محب گرامی ، سلام مسنون ، چند دن پہلے آپ کو ایک خط رجسٹرڈ روانہ کیا تھا ، خدا کرے مل گیا ہو ، دراصل فرہنگ قواس کے ایک قلمی نسخے کی بابت اطلاع درکار ہے ، یہ نسخہ کراچی میوزیم میں ہے جس کا مختصر تعارف عارف نوشاہی نے اپنی فہرست میں کیا ہے ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرہنگ قواس کا جو نسخہ میرے مطالعے میں ہے اور جس کی بنیاد پر میں نے اسے شایع کیا ہے وہ محض خلاصہ ہے ، مفصل اور کامل نسخہ کراچی ہی کا ہے ، فی الحال اس کی دوسری اشاعت زیر غور ہے ، اگر یہ طے ہو جاے کہ کراچی کا نسخہ واقعی فرہنگ قواس ہی ہے تو فی الحال اس کی اشاعت ملتوی کر دی جاے- اس لیے میں نے آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ خود کراچی کے نسخے کو دیکھ کر مجھے بتائیں کہ صحیح صورت حال کیا ہے ، پھر اس نسخے کی نقل حاصل کریں- امید ہے آپ میرے لیے یہ زحمت قبول کریں گے-

الحمدللہ ہم لوگ اچھے ہیں ، ادھر کچھ کتابیں شایع ہوئی ہیں ، انھیں آپ کے پاس بھیجنے کی صورت نکال رہے ہیں-

پروفیسر مختارالدین احمد صاحب خیریت سے ہیں-

مخلص

نذیر احمد

(۱۴)

باسمہ تعالیٰ

۶۴۵ / ۴ سرسید نگر ، علی گڑھ

۳-۴-۹۲

محب گرامی چار کتابیں جو حال ہی میں شایع ہوئی ہیں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں ، کتابت کی غلطیاں خاصی ہیں ،

آپ کو دو خط حال فی الحال لکھے ہیں ، دراصل فرہنگ قواس کی طبع ثانی زیر غور ہے ۔

اس لیے اس کے نسخۂ کراچی کے بارے میں تفصیل درکار ہے ، اگر واقعی وہ نسخہ قواس ہی ہے تو اس کے عکس کی ضرورت ہوگی۔ بھوپال میں بھی ایک نسخے کی موجودگی بتائی گئی تھی ، چنانچہ شہریار نقوی نے اسی کو ہندوستان کی سب سے قدیم فرہنگ قرار دیا ہے ، لیکن جب میں نے اس نسخے کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی جعلی شخص نے اس نسخے پر فرہنگ قواس لکھ دیا ، میں نے اس نسخے پر ایک تفصیلی مضمون غالب نامے میں شایع کیا ہے۔

بہرحال خدا کرے نسخۂ کراچی کا یہ حال نہ ہو ، میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں ، اس کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہ تھا۔

خدا کرے آپ اچھے ہوں ۔

ہاں یہ بات تو لکھنا بھول گیا کہ فخرالدین یادگاری مجلے کے لیے آپ کے مقالے کا شدید انتظار ہے۔

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کی خدمت میں سلام مسنون پہنچائیں۔

مخلص

نذیر احمد

(۱۵)

باسمہ تعالیٰ

۶۴۵ / ۴ سرسید نگر ، علی گڑھ - ۲۰۲۰۰۲

فون : ۲۹۰۴۱

۲۹۸۳۲

۲۹ اپریل ۱۹۹۲ء

محب گرامی ، سلام مسنون - آپ کا تار مل گیا تھا ، تین روز ہوئے خط بھی ملا ، میں نے آپ کو بڑی پریشانی میں ڈال دیا ، دراصل بات یہ ہے کہ فرہنگ قواس دوبارہ چھپنے جا رہی ہے ، میں نے اس پر نظر ثانی تو کرلی ہے ، لیکن اگر کراچی والے نسخے سے کوئی نئی بات معلوم ہو تو اس کا ذکر ہونا چاہیے۔ اگر وہاں والا نسخہ کامل اور میرا والا خلاصہ ہوا تو پھر یہ طے کرنا ہوگا کہ اس کی طباعت ثانی ہو یا نہ ہو ، چونکہ مسئلہ بڑا اہم ہے اور اب تک کسی نے اس کو حل نہیں کیا ہے (یہاں تک کہ عارف نوشاہی صاحب بھی کچھ نہ کر سکے) ، اس لیے آپ کو زحمت دی ، اگر آپ کراچی میں رہتے تو کوئی بات نہ تھی ، حیدرآباد سے محض اس ایک کام کے لیے کراچی آنا پریشان

کن ہے ، امید ہے کہ آپ میری مجبوری کے پیش نظر مجھے معاف کریں گے۔ قواس کا مطبوعہ نسخہ شاید نہ ملا ہو ، اس کے بعض ضروری اجزاء کا عکس بھیج رہا ہوں ، اس کی روشنی میں کراچی کے نسخے کے خواص لکھے جاسکیں گے۔

آپ کی فرمایش کے تحت ایک مقالہ بھیج رہا ہوں ، یہ مقالہ پرانا ہے ، نظرثانی کا موقع نہیں ملا تھا اس لیے اب تک شایع نہ ہوسکا ، اسوقت نظرثانی کرلی ہے ، مگر عجلت میں ، آپ اس کو غور سے دیکھ لیں۔

پروفیسر مختارالدین احمد صاحب کو آپ کا رقعہ بھجوا دیا تھا۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کی خدمت میں سلام بھجوا دیں۔

مخلص

نذیر احمد

(۱۶)

باسمہ تعالیٰ

۶۴۵ / ۴ سرسید نگر ، علی گڑھ - ۲۰۲۰۰۲

۱۱ مئی ۹۲ء

محب گرامی ، سلام مسنون - ۱۸ اپریل کا تحریر کردہ خط تاخیر سے پرسوں یعنی ۹ مئی کو ملا خط پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی ، اور حیرت بھی کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں ایسی مفصل اطلاع بہم پہنچائی کہ میری ساری الجھنیں دور ہوگئیں ، دل سے آپ کی صحت و سلامتی کے لیے دعا نکلی ، آپ نے خرابی صحت کے باوجود مخطوطے کے حاصل کرنے میں جو زحمتیں اٹھائیں ، ان کا بخوبی احساس ہے ۔

میرے اندازے کے مطابق زیر نظر مخطوطے کے مشتملات یہ ہیں

ورق ۱ - ۱۸۰

دیباچۂ فرہنگ فخر قواس (ایک صفحہ)

لغت (نامعلوم)

زفان گویا (بغیر دیباچہ)

ورق ۱۸۰ - ۲۰۳

کوئی اور کتاب

ورق ۲۰۳ تا ۲۹۸

فرہنگ فخر قواس (کامل)

ورق ۲۹۹ - ۳۸۷

لسان الشعرا

اس مخطوطے کا انکشاف فارسی کی ادبی و فرہنگی تاریخ کی اہم دریافت ہے ، ایک مجموعے میں کم از کم تین نادر کتابوں کا شمول جتنی اہمیت کا حامل ہوسکتا ہے وہ اہل نظر پر پوشیدہ نہیں- فرہنگ قواس کا محض ایک نسخہ جو ناقص الطرفین ہے ، معلوم ہے ، آپ کے مجموعے میں اس کا کامل نسخہ شامل ہے ، قواس ہندوستان کا سب سے قدیم لغت ہے اور لغت فرس کے علاوہ ایران میں بھی اس سے کوئی دوسری قدیم لغت ، مکشوف نہیں ہوئی ، ظاہر ہے اس لغت کے کامل نسخے کا انکشاف ادبی تاریخ کا اہم واقعہ ہے ، زفان گویا بھی راقم کی توجہ سے شایع ہوچکی ہے جس کا ایک ہی اہم نسخہ پٹنہ میں موجود ہے ، روس کا نسخہ دراصل کتاب کا محض ایک جز ہے اور وہ بھی نہایت مغلوط ، کراچی کے مخطوطے میں یہ شامل ہے لیکن معلوم نہیں کامل ہے یا ناقص ، لسان الشعراء کا ایک نسخہ غالباً فلورنس کے کتاب خانے سے اٹلی کی ایک ایران شناس خاتون کو ملا ہے ، لیکن نسخے کی ہُویّت کا علم نہیں- خلاصہ یہ کہ یہ مجموعہ فارسی ادبی تاریخ میں غیر معمولی اضافے کا موجب ہوگا ، اسی بنا پر میرا خیال ہے کہ ادھر چند سالوں میں کوئی ایسی چونکا دینے والی دریافت سامنے نہیں آئی ہے جتنی یہ ہے-

اب آپ سے ایک درخواست ہے کہ اس نسخے کا عکس حاصل کر لیں ، مائکرو فلم یا زیردکس ، یہاں مائیکرو فلم سے بڑے عکس تیار کیے جاسکتے ہیں- اس کام میں جو اخراجات ہوں گے وہ میرے ایک پاکستانی عزیز ادا کر دیں گے-

چند روز ہوے میں نے قواس مطبوعہ کے چند صفحے کے عکس کے ساتھ ایک مقالہ بھی روانہ کیا ہے ، امید ہے مل چکا ہوگا- اب آپ مخطوطے کے مطالعے میں زیادہ وقت نہ لگائیں ، صرف عکس حاصل کرنے کی صورت نکالیں ، آپ کی زحمت کا پورا پورا اعتراف تحریراً کروں گا-

ملاقات ہو تو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں میرا سلام عرض کریں ، پروفیسر مختار الدین سے آج ہی ملاقات ہوئی ، اچھے ہیں- اور سلام کہہ رہے ہیں-

مخلص

نذیر احمد

(۱۷)

بسمہ تعالیٰ

۳. جون ۱۹۹۲ء

محبی پروفیسر صاحب ، سلام مسنون ، آپ کا ۱۲. مئی کا خط مع فرہنگ قواس کے زیروکس (پوری کتاب) اور آخری اوراق جو غیر مطبوعہ ہیں ، ان کے پوری سائز کے زیروکس ملے ، ان کو دیکھ کر جو خوشی ہوئی اس کا بیان الفاظ میں نہیں کر سکتا ، ایسی خوشی جیسی شاید پوری زندگی میں دو ایک بار حاصل ہوئی ہوگی ، آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلیں اور دوستوں سے آپ کی اس شفقت کا برابر تذکرہ کیا اور کرتا رہا ہوں ،میرے خیال میں فارسی زبان و ادب کے تعلق سے زیر نظر مجموعے کی دریافت اپنی نظیر نہیں رکھتی ، میری خواہش ہے کہ فرہنگ قواس ، زفان گویا کو دوبارہ شایع کروں اور لسان الشعراء کا بھی انتقادی متن تیار کر لوں ، خدا کرے میں اپنے اس ارادے میں کامیاب ہوں۔ (آمین) یہ کتابیں ایران میں شایع ہو جائیں گی۔

پروفیسر صاحب ، آپ سے میری استدعا ہے کہ پورے مجموعے کا زیروکس کا انتظام کرا دیں مجھے بخوبی احساس ہے کہ آپ کو بیحد زحمت کرنا پڑتی ہے ، لیکن بجز آپ کے اس مشکل کو کوئی اور صاحب حل نہیں کر سکتے۔

آپ نے یہ اچھی خوش خبری سنائی کہ اب آپ کی طبیعت ٹھیک ہے اور ان شاء اللہ آپ فخرالدین علی احمد مجلہ کے لیے مقالہ تحریر کریں گے۔ اس کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں ،

آپ سے ملاقات کی بڑی خواہش ہے ، دسمبر میں ان شاء اللہ غالب پر سمینار ہوگا اور آپ اس میں شرکت کی صورت نکالیں گے۔ غالب انسٹی ٹیوٹ فی الحال کچھ مالی مشکلات سے دوچار ہے ، لیکن مجھے امید ہے ان شاء اللہ ہم اس حالت پر قابو پاسکیں گے۔

آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ خدا نے چاہا تو آپ کے مجلے کے لیے مقالے لکھتا رہوں گا۔

پروفیسر مختارالدین احمد صاحب کو آپ کا سلام پہنچا دیا تھا ، براہ کرم میرا سلام جناب محترم غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں پہنچائیں۔

آپکا

نذیر احمد

باسمہ تعالیٰ

۴/۶۳۵ سرسید نگر ، علی گڑھ ، ۲۰۲۰۰۲
۳ جولائی ۱۹۹۲ء

محب گرامی ، سلام مسنون

آپ کا گرامی نامہ مورخ ۱۲ مئی سامنے ہے ، اس سے معلوم ہوا کہ میرا خط جس کے ذریعے قواس کے اوراق کے ملنے کی اطلاع دی تھی آپ کو نہیں ملا ، ممکن ہے بعد میں ملا ہوگا ، آپ نے جس محبت سے میری فرمائش پوری کی ، اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ، آپ کی صحت و سلامتی کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں ، آپ کے صوبے کی صورت حال سے فکر دامنگیر رہتی ہے ، خدا اپنے فضل و کرم سے آپ حضرات کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

میں نے اپنے خط میں اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ مجھے پورے مخطوطے کا عکس مل جاتا تو میری ضرورت پوری ہوتی ، فرہنگ قواس کا کام تقریباً ختم ہو چکا ہے اس نئے مسودے سے مقابلہ کر لیا ہے اور متن کافی حد تک ٹھیک ہو گیا ہے ، اور زاید اوراق کی بڑی حد تک تصحیح ہو گئی ہے۔ اس طرح یہ کتاب دوسری اشاعت کے قابل ہے ، تہران کے دو ایک ادارے اس کتاب کی طباعت کے خواہشمند ہیں۔

" زفان گویا " ج اول میں نے شایع کر دی ہے ، اس کا ایک ہی کامل نسخہ موجود ہے ، اسی پر میرے مطبوعہ متن کا دار و مدار ہے ، آپ کے یہاں کا نسخہ مل جاتا تو ج دوم میں اس سے قرار واقعی استفادہ کر لیا جاتا ، اس لیے عکس کی فوری ضرورت ہے ، " لسان الشعراء" کے نسخے کی مدت سے تلاش تھی ، اٹلی کی ایک خاتون نے نسخے کا ذکر کیا تھا لیکن اس کے بعد خاموشی اختیار کرلی۔ بہرحال آپ کے یہاں کے نسخے کی دریافت بڑی خوش آیند بات ہے ، آپ سے استدعا ہے کہ اس کا بھی عکس میرے لیے فراہم کریں ، بے حد ممنون ہوں گا۔

ادھر دو تین ہفتوں سے ایک خانگی الجھن میں گرفتارہوں ، میری منجھلی بیٹی دلّی یونیورسٹی میں فارسی پڑھاتی ہے ، اس کی نیورو سرجری ہوئی ہے ، دو ہفتے سے اسپتال میں ہے ، اس کی صحت کے لیے دعا کریں ، خان آرزو کی "مثمر" اس نے اڈٹ کی ، اس کا آخری حصہ ضرب الامثال پر ہے ، اس کو اس نے الگ مرتب کیا تو ہزار صفحے سے زیادہ ضخامت کی کتاب ہے ، اس کے علاوہ سراج اللغۃ بھی اس نے مرتب کر لی ہے ، تہران کے ادارے اس کی کتابیں چھاپنے پر رضامند ہیں ، خدا اسے جلد صحت یاب کرے۔ (آمین)

پروفیسر مختارالدین احمد خیریت سے ہیں ، اور فخرالدین علی احمد کے یادگار نامے کے لیے مقالہ تیار کر رہے ہیں ، میں بھی آپ کے مجلے کے لیے "میر محمد مومن عرشی" اکبرآبادی پر مضمون لکھ رہا ہوں ، ان شاء اللہ تیار ہو جائے تو آپ کی خدمت میں ارسال کر دوں ، امید ہے آپ صحت یاب ہوں گے اور یادگار نامے کے لیے مقالہ مرتب کر چکے ہوں گے۔ غالب سیمنار دسمبر میں ہو گا ، اس میں شرکت کے لیے آپ وقت نکالیں ، محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں دعا کے لیے درخواست کریں۔

مخلص

نذیر احمد

(۱۹)

باسمہ تعالیٰ

۶۴۵ / ۴ سرسید نگر ، علی گڑھ

۲۳ جولائی

محترم پروفیسر صاحب ، سلام مسنون ، آپ کا خط ملا ، اس سے اندازہ ہوا کہ فرہنگ قواس کے سلسلے میں جو کاغذات آپ نے بھیجے تھے ، اس کی کوئی رسید آپ کو میری طرف سے نہیں ملی ، وہ کاغذات مجھے وقت پر مل گئے تھے ، اور میں نے رسید بھی روانہ کر دی تھی ، ممکن آپ کے خط لکھنے کے بعد میرا خط ملا ہو ، میں نے اپنے خط میں آپ سے درخواست کی تھی کہ پورے مخطوطے کا عکس مجھے مطلوب ہے ، لسان الشعراء کے بھی اوراق حاصل کر لیں ، یہ ڈاک سے نہ بھیجیں کسی آنے جانے والے آدمی کے ہاتھ بھجوائیں ، فرہنگ قواس کے مطبوعہ نسخے کا مقابلہ عکسی نسخے سے کر لیا ہے ، اور ایک الگ مضمون عکسی نسخے کے ذیلی حاشیوں پر لکھ لیا ہے ، یہ مقالہ مجھے اچھا لگا ، اس کے ساتھ آپ کے خط کا عکس ، خطی نسخے اور ایشیاٹک سوسایٹی کے نسخے کا عکس بھی شامل ہو گا ، مقالہ طویل ہے ، پہلے تو خیال ہو رہا تھا کہ آپ کے رسالے کے لیے بھیج دوں ، لیکن غالب نامے کے لیے بھی مضامین نہیں مل رہے ہیں ، اسی میں شایع کر دوں ، گو حق آپ کا زیادہ ہے۔

خدا کا شکر ہے میرا اپنا کام جاری ہے ، میر عبداللہ مشکیں قلم کے بیٹے میر صالح کشفی پر مقالہ مجلۂ علوم اسلامیہ کے تازہ شمارے میں چھپ گیا ہے ، اور ان کے دوسرے بیٹے میر مومن عرشی پر مقالہ تیار ہے ، علوم اسلامیہ کے آنے والے شمارے میں شاہجہان کے دور کی ایک

تصنیف " مخبرالواصلین " پر میرا مقالہ شامل ہوگا ، یہ بھی آگرے کے ایک مؤلف کی تالیف ہے جو مشکلیں قلم کی طرح ترمذی اور سادات حسینی میں سے ہیں ، لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ دونوں ہم خانوادہ ہیں یا نہیں۔ " فرہنگ قواس " کے نئے ایڈیشن کے لیے گفتگو ہو رہی ہے ، ظاہر ہے ایران ہی میں یہ کتاب چھپ سکے گی ، گو چھپنے کے بعد وہاں سے کتابوں کا آنا سخت مشکل ہے ، اسی سال دیوان حافظ کا ساتواں ایڈیشن امیر کبیر (تہران) نے شایع کیا ہے جس کے صرف دو نسخے مل سکے ہیں ، مکاتیب سنائی جو ۱۹۶۲ء میں علی گڑھ سے شایع ہوئی تھی ، پانچ چھ سال قبل تہران کے ایک مکتبہ : فرزان نے شایع کر لیا اور مجھے آج تک ایک نسخہ بھی نہ بھیجا ، اس کے شایع ہونے کی اطلاع اور اس کا ایک نسخہ ایک دوست کے ذریعے ملا ۔

آج کل ایک گھریلو پریشانی ہے ، میری منجھلی بیٹی جو دلّی یونیورسٹی میں فارسی پڑھاتی ہے اور جس کی مرتبہ کتاب "مثمر" کراچی یونیورسٹی سے شایع ہوئی ہے ، اس کے سر کا آپریشن ہوا ہے ، بحمد اللہ آپریشن ٹھیک ہوگیا اور وہ اسپتال سے گھر آگئی لیکن ابھی کافی کمزور ہے اور کام کرنے کے قابل نہیں۔ اس کی بیماری کی وجہ سے جون اور جولائی کے مہینے پریشانی میں گذرے ، اب جا کر کسی قدر اطمینان ہوا ، وہ بڑی مستعد لڑکی ہے ، اس کی مرتبہ : ضرب الامثال " خان آرزو تہران میں اشاعت کے لیے منظور ہوگئی ہے دراصل یہ الگ کتاب نہیں ، بلکہ مثمر کا آخری جزء ہے۔ خان آرزو کی سراج اللغتہ پر اس کا کام کافی آگے بڑھ چکا ہے ، خدا کرے وہ جلد ٹھیک ہو جائے اور پھر اپنے کام میں لگ جائے۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہیں۔

آپ کا

نذیر احمد

(۲۰)

باسمہ تعالیٰ

۳۰ جولائی ۱۹۹۲ء

محترم و معظم ڈاکٹر صاحب ، سلام مسنون ،

چند روز ہو رہے ہیں دلی سے آپ کو ایک ایروگرام روانہ کیا تھا ، دلی سے علی گڑھ واپس آیا - دوسرے دن آپ کے دو ہوائی ڈاک کے پیکٹ ملے ، یہ پیکٹ بڑی توجہ سے تیار کیے گئے آپ کی

محبت اور علم دوستی کے شکریے کے لیے الفاظ نہیں پا رہا ہوں ، آپ نے میرے کام کرنے کے لیے وافر سامان مہیا کر دیا ہے کہ اگر میں یہ کام انجام دے سکوں تو یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے جی چاہتا ہے کہ وہ مخطوطہ خود دیکھوں جو اتنے قیمتی اجزاء کا حامل ہے ،

چوتھی کتاب حوض الحیات جو حضرت غوث گوالیاری کی بحرالحیات کا ماخذ ہے ، پروفیسر اقتدار حسین صدیقی (شعبۂ تاریخ) کا خیال ہے کہ یہ کتاب نادر ہے اور ان کے علم کے مطابق اب تک اس کا نسخہ دریافت نہیں ہوسکا ہے ، لسان الشعراء کے یورپی نسخے کے لیے اٹلی کی جس خاتون نے مجھے اس نسخے کی اطلاع دی تھی ، اس سے رابطہ قائم کر رہا ہوں ، خدا کرے وہ نسخہ بھی مل جائے ،

میرے یہاں الحمدللہ سب لوگ بخیر ہیں ، بیٹی ریحانہ جس کے سر کا آپریشن ہوا تھا وہ اچھی ہے ، لیکن ابھی تین چار ماہ وہ کام نہ کر سکے گی ،

مخطوطے کے عکس جو آپ نے بھیجے ہیں وہ ہر وقت سامنے رہتے ہیں ، ان کو برابر دیکھتا رہتا ہوں اور لطف اندوز ہوتا ہوں ،

فرہنگ قواس کے حاشیے پر مقالہ تیار ہو گیا ہے ، وہ آپ ہی کے مجلے کے لیے زیادہ مناسب ہے ، ان شاء اللہ جلد اس کو روانہ کروں گا ،

محترم و مکرم جناب غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

پروفیسر مختار الدین احمد صاحب بخیر ہیں۔

مخلص

نذیر احمد

(۲۱)

باسمہ تعالیٰ

۲۰ نومبر ۹۲

محبی پروفیسر نجم الاسلام صاحب ، سلام مسنون ،

آپ کا خط مورخہ ۳۰ اکتوبر چار روز قبل ملا ، آپ کی صحت کی طرف سے فکرمند تھا ، خط سے بڑی خوشی ہوئی ، اللہ نے آپ کو شفا دی ، ہم سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پروفیسر مختارالدین احمد صاحب کو آپ کا خط پہنچا دیا ،

"لسان الشعراء" پر مقالہ حاضر خدمت ہے ، استعمالی کاغذ پر مقالہ ہے اس کے لیے

معذرت خواہ ہوں ، مقالے کو پھر صاف کرنے کا موقع نہیں ملا ، اتنے کام لگے ہیں کہ تحریروں پر نظرثانی کا موقع مشکل سے ملتا ہے ، اگر مقالہ دوبارہ لکھتا تو یقیناً اس کی صورت بہتر ہوتی ، آپ خود اگر نظرثانی کر سکیں تو ممنون ہوں گا- لیکن آپ فی الحال زیادہ کام نہ کریں ، اپنے کسی رفیق کو یہ کام سپرد کریں ، اگرچہ اس دور میں رفیق ملنا دشوار ہے ، میرے شاگردوں میں کوئی چھوٹا کام بھی نہیں کرتا ، آپ کے یہاں بھی غالباً یہی صورت حال ہوگی-

آپ کی صحت و سلامتی کے لیے برابر دعائیں کیں ، اللہ نے آپ کو صحتیاب کرکے ہمیں اطمینان خاطر بخشا ،

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کے نام چند سطریں الگ تحریر کر رہا ہوں ، ان کے پاس بھجوا دیں ، ممنون ہوں گا-

نیاز مند

نذیر احمد

(۲۲)

باسمہ تعالیٰ

۲۱ جنوری ۱۹۹۳ء

محب گرامی ، سلام مسنون - عرصے سے آپ کی خیریت معلوم نہیں ہو سکی- ہم لوگ آپ کی صحت و سلامتی کے لیے دعائیں کرتے رہے ہیں- ہمارے یہاں کے حالات تو آپ کو معلوم ہی ہونگے ، غالب بین الاقوامی سیمنار ۲۹ دسمبر تا ۳۱ دسمبر ہونے والا تھا ، مگر حالات کے ناسازگار ہونے کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا ، دیکھیے اس کے لیے فضا کب سازگار ہوتی ہے- کچھ دن قبل ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کا خط آیا تھا ، اس کا جواب نہ دے سکا ، چند روز ہو رہے ہیں ڈاکٹر سید رفیع الدین (ناگپور) سے ملاقات ہوئی تھی ، وہ پاکستان گئے تھے ، لوٹتے وقت علی گڑھ بھی آگئے تھے ،

عرصہ ہو رہا ہے میں نے ایک مضمون " لسان الشعراء" پر آپ کے مجلے کے لیے بھیجا تھا ، امید ہے مل گیا ہوگا ، آج کل میں فخرالدین یادگاری نمبر کی ترتیب میں مشغول ہوں ، اس کے لیے اگر آپ کی کوئی تحریر مل جاتی تو شکر گزار ہوتا ، اگر صحت اجازت دے تو اس طرف توجہ فرمائیں - " حوض الحیات " پر میں نے ایک مضمون یادگاری نمبر کے لیے انگریزی میں لکھ لیا ہے- دراصل اعلان ہو چکا ہے کہ یہ کتاب انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شایع ہوگی- لیکن ابھی

کم مضمون آسکے ہیں۔ پروفیسر مختارالدین احمد صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے ، اچھے ہیں اور آپ کو اور ڈاکٹر صاحب کو برابر یاد کرتے ہیں۔ آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔

دعاؤں کا محتاج

نذیر احمد

(۲۳)

باسمہ تعالیٰ

۶۴۵ / ۴ سرسید نگر ، علی گڑھ (یو۔پی)

۲۹ ستمبر ۱۹۹۲ء

ڈاکٹر صاحب مکرم و محترم ، سلام مسنون ۔ کل آپ کا خط مورخہ ۱۵ ستمبر کا ملا ، اس خط کو پڑھ کر بڑی پریشانی ہوئی ، آپ کی علالت کا حال پروفیسر غلام مصطفیٰ خان صاحب کے خط سے معلوم ہوا تھا ، لیکن اس صورت حال کا اندازہ نہیں ہوسکا تھا ، آپ کی صحت کے لیے برابر دعا کرتا ہوں ان شاء اللہ آپ جلد شفایاب ہوں گے اور ہاں آپ کے خط کو لکھے ہوئے دو ہفتے ہو رہے ہیں ، خدا کے فضل سے امید قوی ہے کہ آپ صحت یاب ہو کر اپنے گھر حیدرآباد جاچکے ہوں گے اور یہ خط آپ ہی کے ہاتھ میں پڑے گا۔

فرہنگ قواس کے ذیلی حاشیے والا مضمون آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں ، غالب نامے کے مطلب کا نہیں ۔ دو مضمون اور تیار ہیں ، ایک " لسان الشعراء" اور دوسرا میر مومن عرشی پر میر مومن والا مضمون معارف میں بھیج رہا ہوں ' لسان الشعراءوالے مقالے پر نظرثانی کرکے اسے بھی آپ ہی کے مجلے کے لیے روانہ کروں گا۔

سندھ و مکران کے ماخذ والے مضمون کا پروف تصحیح کے بعد واپس کر رہا ہوں ، اس میں دو تین جگہ چند سطروں کا اضافہ تجویز کیا ہے ، اس سے مضمون کی افادیت بڑھ جائے گی۔ ص ۱۷ حاشیہ میں یہ اضافہ ہے : [اور اب پوری کتاب چھپ گئی ہے۔]

ص ۲۲ پر دو شعر کا اضافہ ہے۔

ص ۳۱ پر ایک نام کا اضافہ ہے۔

ان اضافات سے کچھ زحمت بڑھ جائے گی ، اس کے لیے معذرت خواہ ہوں ، خدا آپ کو صحت دے ، اور آپ علم و ادب کی خدمت انجام دے سکیں۔

پروفیسر مختارالدین احمد صاحب کو آپ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ دوسرا یہ خط ڈاکٹر غلام

مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں بھجوانے کا کرم کریں۔

آپ کا
نذیر احمد

(۲۴)

باسمہ تعالیٰ

۶۴۵ / ۴ سرسید نگر، علی گڑھ، یو۔پی
۲۰۲۰۰۲
۲، دسمبر ۱۹۹۳ء

محترم پروفیسر صاحب، سلام مسنون۔ آپ کا نوازش نامہ مورخہ ۲۰، نومبر ۱۹۹۳ء ملا۔ شکریہ۔ اس بڑی خوشی ہوئی کہ یونیورسٹی نے آپ کا تعلق شعبے سے برقرار رکھا ہے، میری دانست میں اس سے آپ کو جتنا فائدہ ہے اس سے کہیں زیادہ یونیورسٹی اور اس کے وسیلے سے علم و ادب کا فائدہ ہے، آپ نے رسالہ "تحقیق" کو اس معیار پر پہنچا دیا ہے کہ برصغیر کا کوئی مجلہ اس کا ثانی نظر نہیں آتا۔ خدانخواستہ اگر اس مجلے سے آپ کا تعلق ختم ہو جاتا تو اس کے معیار کو سخت دھکا لگتا، یونیورسٹی کے اربابِ حل و عقد نے بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا کہ آپ کا تعلق یونیورسٹی سے برقرار رکھا ہے۔ پروفیسر مختارالدین احمد صاحب کو یہ خبر سنائی تو وہ بیحد خوش ہوئے۔ میری طرف سے اور پروفیسر احمد صاحب کی طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔

میں مئی کے آخری ہفتے میں لڑکوں کے اصرار پر امریکا گیا، وہاں ۲۱، جون کو میری پیٹھ پر ریڑھ کی ہڈی کے نیچے آپریشن ہوا، اس سلسلے میں بچوں نے بڑی دوڑ دھوپ کی۔ آپریشن ٹھیک ہو گیا ہے لیکن اس کا اثر ہنوز باقی ہے، آزادی کے ساتھ چلنا پھرنا نہیں ہو رہا ہے، ایک آدھ فرلانگ سے زیادہ نہیں چل سکتا، تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد پھر کچھ اور چل سکتا ہوں،۔ بہرحال خدا کا شکر ہے کہ پہلے سے بہت ہوں، آپریشن سے پہلے دونوں پیروں میں درد رہتا تھا جو روز بروز بڑھ رہا تھا، اب پیروں میں درد بہت ہی کم ہے، البتہ پیٹھ میں ہے جو چلنے کی حالت میں زیادہ ہو جاتا ہے، آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

مقالے کے پروف پر ایک نظر ڈال لی ہے، چند سطروں کا اضافہ آخر میں پس نوشت کے طور پر کر دیا ہے۔ تحقیق شمارہ ۶ مل گیا ہے۔ دوبارہ بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں۔

شخصی خطوط عموماً چھپنے اور مشتہر کرنے کے لیے نہیں لکھے جاتے۔ بہرحال اگر آپ چھاپنا

چاہتے ہیں تو مجھے کوئی عذر نہیں ، البتہ جو باتیں بالکل نجی ہوں انھیں حذف کر دیجیے ، کل تک مختارالدین صاحب کو آپ کا مراسلہ نہیں ملا تھا۔

غالب نامہ جولائی ۱۹۸۳ء آپ کے پاس بھیج رہا ہوں ، امید ہے اس میں اکثر ان سوالات کے جواب مل جائیں گے جو آپ کے خط میں ہیں۔ البتہ میں نہیں کہہ سکتا کہ شیرانی صاحب کے مطالعے میں فرہنگ قواس کا کون سا نسخہ تھا۔

آج کل میں لائبریری نہیں جارہا ہوں ، بہت سے زینے چڑھ کر جانا پڑتا ہے ، زینے چڑھنے میں تکلیف کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے ، مخطوطات مطالعے میں نہیں ہیں ، اس لیے گاف پردو مرکز کی مثالوں کی تاریخ کے بارے میں کوئی قطعی بات نہیں کہہ سکتا ، کسرۂ اضافت کی جگہ "ی" نظر سے نہیں گذری ہے،۔ البتہ کاتب کے یہاں اس قبیل کی غلطیاں مل جاتی ہیں۔ محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت عالی میں میرا سلام پہنچائیں اور التماس دعا کی درخواست کریں۔ ایک مقالہ بھیج رہا ہوں ، عرصہ ہوا لکھا تھا ، ... میں بھیجنا چاہتا تھا مگر اس میں چھاپے کی غلطیاں کافی ہونے لگی ہیں ، اور یہ مضمون کچھ ایسا ہے کہ اس کی کتابت میں دشواری ہوگی۔ آپ کے مجلہ میں یہ مضمون زیادہ مناسب ہوگا۔

مخلص

نذیر احمد

(۲۵)

علی گڑھ

۱۴۔جنوری ۱۹۹۴ء

مجی سلام مسنون

ہمارے ایک دوست جا رہے ہیں ، ان کے بدست تین مضمون بھیج رہا ہوں ۔ ایک مولانا آزاد لائبریری کے مخطوطات پر ہے جس کا کچھ حصہ پہلے چھپ چکا تھا ، اس پر نظرثانی کے بعد آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

دوسرا نقطوی تحریک پر ہے ، یہ بھی پہلے چھپ چکا تھا ، لیکن اب کافی مفید معلومات حاصل ہو گئی ہیں ۔ ان کو مقالے میں شامل کر دیا ہے۔

تیسرا میر ابوالعلا کا مختصر رسالہ "فنای ثلاثہ" ہے اس کا متن بھیج رہا ہوں ، ان کے مختصر حالات چند روز بعد بھیجوں گا ۔ چونکہ یہ بزرگ جا رہے ہیں ، موقع غنیمت جان کر یہ مقالے بھیج رہا ہوں ، بعد میں جو کچھ بھیجوں گا وہ مختصر ہو گا اور ڈاک پر زیادہ خرچ نہ ہو گا ۔

کچھ دن پہلے ایک پیکٹ بھیج چکا ہوں ، امید ہے ملا ہو گا -
مجھے عجلت نہیں ، آپ جب مناسب سمجھیں یہ مقالے شائع کریں -
محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ کی خدمت با برکت میں میرا سلام اور دعا کی درخواست کریں -

اب میری طبیعت پہلے سے کچھ بہتر ہے لیکن مکمل طور پر صحتیاب نہیں ہو سکا ہوں ، پیٹھ میں درد رہتا ہے ، اس کی وجہ سے آزادی سے چل پھر نہیں سکتا - گذشتہ سال جب آپریشن نہیں ہوا تھا ، اور درد کافی تھا تو لوگوں سے کہتا تھا کہ تراویح کی نماز کیونکر ادا کر سکوں گا ، مگر خدا نے فضل کیا اور نمازِ تراویح با جماعت ادا ہو گئی - اس سال بھی وہی اندیشہ ہے ، دعا کیجیے کہ اس قابل رہوں کہ تراویح با جماعت پڑھ سکوں - یہ بات اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ آپریشن کے بعد سے کچھ بہتر ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل کا سہارا ہے -

پروفیسر مختارالدین احمد صاحب اچھے ہیں ، آپ کے رسالے کے لیے مقالے کی تیاری میں ہیں ، شاید لکھ بھی لیا ہو ، بہرحال آپ کے پاس مقالہ نہ بھیجنے کی وجہ سے کسی قدر نادم ہیں -

خدا کے فضل سے ہمارے یہاں کے سیاسی حالات کچھ بہتر ہیں - آئے دن کے دنگے فساد کی وجہ سے جو پریشانی تھی بفضلہ وہ نہیں -

آپ کا

نذیر احمد

پس نوشت :

" فخر الدین علی احمد یادگاری مجلہ " اب پریس جا رہا ہے - ایک جلد اردو کی ، دوسری انگریزی کی ، آپ کی عدم شرکت کا افسوس رہا- مگر کیا کیا جائے ، حالات پر قابو پانا آسان نہیں ، خدا آپ کو اپنی عافیت میں رکھے - آمین -

نذیر

۴ - ستمبر ۱۹۹۱ء

محبی ڈاکٹر صاحب ،

سلام مسنون :

غالب سیمینار میں شرکت کا دعوت نامہ بھیجا جا چکا ہے ، امید ہے مل چکا ہو گا - لیکن ابھی تک آپ کا کوئی جواب نہیں آیا - براہ کرم جواب سے مطلع کریں ، آپ نے جو خطوط میرے نام گھر کے پتے پر بھیجے تھے وہ مل گئے ۔ ان کے لیے شکر گزار ہوں ، پروفیسر مختار الدین احمد

صاحب کو بھی آپ کے خطوط ملے اور وہ اپ کو سلام لکھوا رہے ہیں ، آپ سے یہ بھی درخواست کی گئی ہے کہ آپ فخر الدین علی احمد کے نام پر جو کتاب لکھی جا رہی ہے اس کے لیے کوئی مقالہ تحریر فرمائیں ، مجھے قوی امید ہے کہ آپ اپنی اولین فرصت میں غالب سیمینار میں شرکت کی رضامندی دیں گے - حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی خدمت میں سلام پہنچائیں -

نذیر احمد

مختار الدین احمد صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کو مطلع کر دوں کہ کراچی سے ڈی لٹ کا مقالہ مل گیا ہے ، یہ افضل ہمارے افضل الہ آبادی سے مختلف اور نقوی خاندن کے بزرگ ہیں پہلا دیوان سنہ ۷۰۰ ھ میں مرتب ہوا ، بقول مرتب -

نذیر احمد